علوم طبیعی کی اہمیت
قرآن کی نظر میں

علم شرعی و علم طبیعی

قرآن حکیم کی نظر میں علم ایک وحدت ہے جس کے دو بازو ہیں ایک دین و شریعت اور دوسرے فطرت و طبیعت۔ چنانچہ ان دونوں علوم کو وہ "علم" ہی سے تعبیر کرتا ہے اور ان دونوں کے امور و مسائل کو وہ علم ہی سے متعلق قرار دیتا ہے ان دونوں کی اہمیت اس طرح ہے کہ ایک کا تعلق نظریہ سے ہے اور دوسرے کا عمل سے۔ چنانچہ علم طبیعی یا اشیائے عالم سے متعلق علم سے ہمارے فکر و نظر کی اصلاح ہوتی ہے تو علم شریعت سے ہمارا عملی سدھار ہوتا ہے۔ اس طرح ہمارے فکر و عمل کی درستی کے لئے ان دونوں کا وجود از بس ضروری ہے کیونکہ جب تک فکر و نظر کی اصلاح نہ ہو کوئی شخص عمل کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا دنیا کے قدیم و جدید تمام فلسفے فکر و نظر ہی سے بحث کرتے ہیں لہٰذا فلسفیانہ نقطہ نظر سے انسان کے فکر و نظر کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اسی وجہ سے دین سماوی کے آخری صحیفے یعنی قرآن مجید میں حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے ان دونوں علموں کے برابر جگہ دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ دین ابدی نہیں ہو سکتا جو حقائق و واقعات سے چشم پوشی کرے اور مردہ مذاہب و ادیان کی طرح محض تحکمانہ طریقے سے یا ڈنڈے کے زور پر لوگوں کو حکم ماننے پر مجبور کرے۔

اسلام کی دعوت سائنٹیفک طریقے سے

اسلام چونکہ ایک فطری و عقلی دین ہے اس لئے وہ اپنی دعوت بھی فطری اور سائنٹیفک طریقے سے پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے صحیفے میں ہر قسم کے عقلی و منطقی اور سائنٹیفک دلائل کو بھی بڑی فراخ دلی کے ساتھ جگہ دی ہے تاکہ نوع انسانی اس کے معقول اور حکیمانہ رویہ سے متاثر ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو سکے۔ چنانچہ اس کتاب حکمت میں جس قدر بھی عقلی و منطقی اور سائنٹیفک دلائل و شواہد ممکن ہو سکتے تھے وہ سب جگہ جگہ اسلوب بدل بدل کر سمو دیئے گئے ہیں۔ تاکہ مؤثر طریقے سے انسان کے قلب و دماغ کو اپیل کر سکیں اور اس کے رویہ میں تبدیلی لا کر اسے اطاعت الٰہی پر مجبور کر سکیں۔

اس اعتبار سے قرآن حکیم دنیائے علم میں اپنی نوعیت کا واحد صحیفہ ہے جس میں جدید سے جدید تر ہر قسم کے دلائل مل سکتے ہیں۔ خواہ انسان علمی اعتبار سے کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرلے اس لئے کہ وہ ایک ایسی ہستی کی جانب سے نازل کردہ ہے جس کا علم ماضی، حال اور مستقبل تمام ادوار پر محیط ہے اور جس کی نظروں سے کائنات مادی کی ایک حقیر سے حقیر شئے اور ایک تنکہ تک غائب نہیں۔ لہٰذا اس کی جدت ہمیشہ برقرار رہے گی اور اس پر کہنگی کی پرچھائیاں کبھی نہیں پڑ سکیں گی۔ بلکہ وہ ہر دور کے لئے نامۂ ہدایت اور اسباق و بصائر کا مجموعہ رہے گا۔

علم قرآن کی نظر میں الغرض اس موقعہ پر یہ دکھانا مقصود ہے کہ علم سے مراد محض علم دین یا علم شریعت ہی نہیں بلکہ علم طبیعی یا تکوینی بھی ہو سکتا ہے جس کو جدید اصطلاح میں سائنس کہتے ہیں۔ اور ان دونوں ہی علوم کو قرآن حکیم نے پوری صراحت کے ساتھ متعدد آیات میں "علم" ہی کے نام سے موسوم کیا ہے لہذا جب خود خدائے حکیم و خبیر اس کا فتویٰ دے دے تو پھر ہمارے لئے بے چون و چرا اس حقیقت کو مان لینے کے سوا اور کیا چارہ رہ جاتا ہے! ظاہر ہے کہ اس صورت میں گریز و فرار کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں لہذا آیئے دیکھیں کہ قرآن حکیم اس سلسلے میں کیا کہتا ہے اور کتنے حیرت انگیز انکشافات کرتا ہے۔

اہل علم کون ہیں؟ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جو شرعی امور کا علم رکھتے ہیں اور ان میں غور و خوض کرکے دین و شریعت کی حکمتوں اور ان کی مصلحتوں کا پتہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو مظاہر کائنات (اشیائے عالم) اور ان کے نظاموں میں غور و فکر کرکے اسرار ربوبیت یا خدائی دلائل کا کھوج لگانے میں مصروف رہتے ہیں۔

چنانچہ گروہ اول کے بارے میں ارشاد ہے۔

وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (بقرہ ۲۳۰) — اور یہ کہ اللہ کی حدیں ہیں جن کو علم والوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے۔

یہ آیت کریمہ احکام طلاق کے سلسلے میں وارد ہوئی ہے اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ اہل علم کی تعریف کرتے ہوئے انہیں عقلی اعتبار سے احکام طلاق کی حکمت و مصلحت معلوم کرنے پر ابھار رہا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے احکام میں در اصل عقلی خوبیاں موجود ہیں۔ جن کو دریافت کرنا اہل علم کا کام ہے یہ قرآن مجید کا عام انداز بیان ہے۔ چنانچہ احکام شریعت کی عقلی علتیں اور مصلحتیں معلوم کرنے کے بارے میں چند مزید آیات ملاحظہ ہوں۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر ط قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما ط ویسئلونک ماذا ینفقون ۵ قل العفو ط کذالک یبین اللہ لکم الایٰت لعلکم تتفکرون ۰ (بقرہ ۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں (مگر) ان کا گناہ نفع سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ جو زائد ہو وہ خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

و للمطلقٰت متاع بالمعروف ط حقاً علی المتقین۔ کذالک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تعقلون ۰ (بقرہ ۲۴۱،۲۴۲)

اور طلاق والیوں کو معروف طریقے سے تحفہ ملے گا۔ یہ لازم ہے پرہیز گاروں کے لئے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم (اس چیز کی حکمت کو اچھی طرح) سمجھ لو

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ط قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ ط کذالک نفصل الایٰت لقوم یعلمون۔ (اعراف ۳۲)

کہہ دیجئے کہ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے؟ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں؟ کہہ دیجئے کہ دنیا کی زندگی میں یہ چیزیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں جو قیامت کے دن انہیں کے لئے خاص ہوں گی اسی طرح ہم اپنے احکام علم رکھنے والوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

ان مشرکین کے بارے میں ارشاد ہے۔ جو ہمیشہ مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے ان کے دشمن شمار ہوا کرتے تھے لیکن اگر وہ تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو جائیں تو دفعتاً احکام بدل جائیں گے یعنی بجائے دشمن کے بھائی بن جائیں گے۔

فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین ط

اگر وہ توبہ کر کے نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور ہم

ونفصل الأیٰت لقوم یعلمون ۝ (توبہ ۱۱) — جاننے والوں کے لئے احکام کھول کر بیان کرتے ہیں۔

اور سورۂ نور میں جہاں پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں ایک تہمت اور جھوٹے الزام کا قصہ مذکور ہے اس میں مسلمانوں کو یہ نصیحت کرتے ہوئے کہ بلا تحقیق کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے ارشاد ہوتا ہے۔

ویبین اللہ لکم الأیٰت ط واللہ علیم حکیم ۝ (نور ۱۸) — اور اللہ تمہارے لئے احکام کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ بڑا ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کے ملاحظہ سے اس حقیقت پر روشنی پڑجاتی ہے کہ خالص شرعی قسم کے احکام میں بھی غور و فکر کرنا اور ان کی عقلی حکمتیں معلوم کرنا ضروری ہے اس سے دین وشریعت میں عقل کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام عقل کو استعمال نہ کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اس کو بروان چڑھانے پر ابھارتا اور اس کی ستائش کرتا ہے اور اس اعتبار سے اسلام ایک عقلی و فطری مذہب ہے جو حقیقت پسندی سے کام لیتا ہے۔

اشیائے عالم میں غور و فکر: اور اگر وہ ثانی یعنی وہ لوگ جو اشیائے عالم (جمادات، نباتات، حیوانات اور افلاک) کے نظاموں میں غور و فکر کر کے خدا کی توحید، اس کی ربوبیت، اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کا پتہ چلاتے ہیں ان کو بھی اہل علم قرار دیا گیا ہے۔

ان اللہ فالق الحبّ والنّوٰی ط یخرج الحی من المیّت ومخرج المیت من الحی ط ذٰلکم اللہ فانّٰی تؤفکون فالق الاصباح ج وجعل الّیل سکنًا والشمس والقمر حسبانًا ط ذٰلک تقدیر العزیز العلیم ۝ وھوالذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمٰت البر والبحر ط قد فصلنا الأیٰت لقوم یعلمون ۝

اللہ ہی زمین کے اندر دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے جو مردہ چیز سے زندہ چیز (پروٹوپلازم) اور زندہ چیز سے مردہ چیز نکالتا ہے یہی اللہ ہے پس تم کہاں بہکے جارہے ہو؟ وہی صبح کو (رات کے اندھیرے سے) پھاڑ کر نکالتا ہے اور اس نے سکون کے لئے رات بنائی۔ اسی نے آفتاب و ماہتاب (کی گردش) کا حساب مقرر کیا ہے یہ سب خدائے غالب و ہمہ دان کا مقرر کیا ہوا قانون ہے اور اسی نے تمہارے لئے

(سورہ انعام ۹۵تا۹۷)

ستارے بنائے ہیں تاکہ تم ان کے ذریعہ بیابان اور سمندر کے اندھیروں میں راستہ معلوم کر سکو ہم نے جاننے والوں کے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں۔

ان آیات میں چاند اور سورج کے مقررہ حساب کے تحت گردش کرنے کا جو اجمالی تذکرہ ہے اس کی تفصیل ایک دوسرے موقع پر بیان کرتے ہوئے اہل علم کو ان کے نظاموں کا مفصل مطالعہ کرنے کی ترغیب اس طرح دی گئی ہے

هو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ، ما خلق الله ذلك الا بالحق ، یفصل الآیٰت لقوم یعلمون ۔ (یونس ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو منور بنایا۔ اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جان سکو۔ یہ سب کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی نشانیاں جاننے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے

حسب ذیل آیات میں مکڑی کے کمزور گھروندے کی مثال ان لوگوں پر چسپاں کی گئی ہے جو خدا کی خدائی میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور مشرکین کی بدعقیدگی کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دیتے ہوئے اہل علم کو ان دونوں کے درمیان مشابہت دریافت کرنے پر ابھارا گیا ہے۔

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت ، اتخذت بیتاً ، وان اوهن البیوت لبیت العنکبوت ، لو کانوا یعلمون ۔ ان الله یعلم ما یدعون من دونه من شیءٍ ، وهو العزیز الحکیم ، وتلك الامثال نضربها للناس ، وما یعقلها الا العٰلمون ۔

(عنکبوت ۴۱،۴۳)

ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے حامی بنا رکھے ہیں مکڑی کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا مگر سب سے کمزور ترین گھر مکڑی ہی کا ہے۔ کاش وہ اس حقیقت کو جانتے! اللہ تو ان سب چیزوں (کی حقیقت اور کمزوری) کو خوب جانتا ہے جن کو وہ لوگ پوج رہے ہیں اللہ زبردست اور حکمت والا ہے (جب کہ معبودان باطل نہایت درجہ کمزور اور ضعیف ہیں) اور ہم ان مثالوں کو لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں مگر ان کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو علم والے ہیں۔

ان آیات میں "علم" کے ساتھ "عقل" کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور عقل کے درمیان خصوصی ربط و تعلق ہے جو اس میدان میں بصیرت حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم کی نظر میں اہل علم وہ لوگ ہیں جو زمین اور اجرام سماوی کی تخلیق و آفرینش اور نوع انسانی کی زبانوں اور رنگتوں کے اختلاف اور ان کی بوقلمونی میں غور و خوض کر کے وجود باری کے نشانات اور علمی دلائل تلاش کرتے ہوں۔

و من اٰیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم و الوانکم ط ان فی ذٰلک لاٰیٰتٍ للعٰلمین - (روم ۲۲)	اور اس کی نشانیوں میں سے ہے زمین اور اجرام سماوی کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کو مختلف بنانا یقیناً اس میں عالموں کے لئے وجود باری کے نشانات موجود ہیں۔

اللہ سے ڈرنے والے کون ہیں

علم طبیعی یا علم اشیاء کی اہمیت ملاحظہ ہو کہ قرآن مجید نے اللہ سے ڈرنے والے اہل علم ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو بارش کے نزول، پھل پھول اور ان کے اختلافِ رنگ و بو، پہاڑوں کی بوقلمونی۔ انسانوں اور حیوانوں کی گوناگوں رنگتوں اور ان کے احوال و کوائف کے اسرار و اختلافات دریافت کرنے والے ہوں۔

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ ثمرٰتٍ مختلفاً الوانھا ط و من الجبال جددٌ بیضٌ و حمرٌ مختلفٌ الوانھا و غرابیبُ سودٌ۔ و من الناس والدواب والانعام مختلفٌ الوانہ کذٰلک ط انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ ان اللہ عزیز غفور۔ (فاطر ۲۷، ۲۸)	(اے مخاطب!) کیا تو نے مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ رنگ برنگے میوے نکال دئے اور پہاڑ بھی مختلف رنگتوں کے سفید، سرخ اور بہت سیاہ ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں جانوروں اور چوپاؤں کے رنگ بھی طرح طرح کے ہیں۔ اللہ سے اس کے بندوں میں یقیناً علم والے ہی ڈر سکتے ہیں (جو ان مظاہر کے احوال و کوائف سے واقفیت رکھتے ہوں) یقیناً اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو شخص مخلوقات الٰہی اور ان کے اسرار کا علم جس قدر زیادہ گہرائی کے ساتھ حاصل کرے گا خلّاق عالم کا خوف اس کے دل میں اسی قدر زیادہ شدت کے ساتھ موجزن ہو جائے گا کیونکہ خدا کی صحیح

معرفت اس کے اعمال و افعال ہی سے ہو سکتی ہے اور اس کے اعمال و افعال کا حال معلوم کرنے کا واحد ذریعہ اس کی پیدا کردہ اشیاء کا تفصیلی اور باضابطہ مطالعہ ہے اور اس طرح کا منظم مطالعہ آج جدید سائنسی علوم ہی کے بدولت ممکن ہے ۔ لہٰذا اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ قرآن حکیم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان علوم میں غور و خوض کر کے ان میں موجود شدہ حقائق منظر عام پر لائیں تاکہ ان کے ذریعہ عالم انسانی کی ہدایت عمل میں آ سکے ۔

غرض انسان کے کردار و کیریکٹر کی درستی کے لئے سب سے پہلے اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ آمادۂ عمل نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ ایک بالکل نفسیاتی حقیقت ہے گویا خدا کا خوف ایک ایسا کرٹرا ہوتا ہے جو انسان کو اپنے کردار کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے ۔ چونکہ ایک عالم ہی اللہ سے صحیح معنوں میں ڈر سکتا ہے ۔ اس لئے انسان کو سب سے پہلے خدا کی پہچان کا علم حاصل کرنا چاہئے ۔ جو ایک سائنٹیفک حقیقت ہے اور اسی بنا پر قرآن حکیم نے انسان کو مطالعۂ کائنات کی دعوت دی ہے اور اس کی تائید اجمالی طور پر بعض روایات سے بھی ہوتی ہے کہ ایک عالم ہی اللہ سے ڈر سکتا ہے اس کے برعکس جو شخص جاہل ہوگا وہ اپنے عمل پہ ناز کرنے والا اور مغرور ہوگا ۔

چنانچہ مسروق سے مروی ہے کہ آدمی کے علم کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو اور آدمی کے جہل کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر ناز کرتا ہو ۔ (دارمی ۱/۱۰۶)

مجاہد سے مروی ہے کہ فقیہہ (سمجھ بوجھ رکھنے والا) وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو (دارمی ۱/۸۹)

حضرت ابن عباس رضؓ سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا مروی ہے جس کے مطابق آپ یوں فرمایا کرتے تھے ۔ اے اللہ! تیری مخلوق میں تجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو تجھ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو ۔ اور وہ شخص علم سے بالکل بے بہرہ ہے جو تجھ سے ڈرتا نہ ہو ۔ (دارمی ۱/۹۷)

عطاء سے مروی ہے ۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا کہ اے میرے رب! تیرے بندوں میں سب سے زیادہ تجھ سے ڈرنے والا کون ہے ؟ تو ارشاد ہوا کہ وہ شخص جو میرے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو (دارمی ۱/۱۰۲)

اس طرح ان روایات سے خوف الٰہی اور خشیت الٰہی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے ۔ بہرحال خوف خدا صحیح معنی میں اس کی پہچان ہی سے ہو سکتی ہے جو ایک عالم پر ہی ظاہر ہو سکتی ہے ۔ اور اس اعتبار سے مطالعۂ کائنات کی بہت زیادہ اہمیت ہے ۔

چنانچہ امام غزالیؒ اپنی ایک تصنیف میں تحریر کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی مخلوقات و مصنوعات اور اس کے عجائبات میں تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جو ایمان و یقین کے استحکام کا باعث بنتی ہے۔ اور اس باب میں متقی لوگوں کے درجے مختلف ہوتے ہیں - لہذا میں نے یہ کتاب صاحب عقل لوگوں کی راہنمائی کے لئے تحریر کی ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان حکمتوں اور نعمتوں سے واقف ہوں جن کی طرف کتاب الٰہی میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب عقل لوگوں کی مکمل ہدایت کی غرض سے اپنی مخلوقات میں غور و خوض کا حکم دیا ہے تاکہ وہ مصنوعات الٰہی کے عجائبات سے آگاہ ہو کر عبرت و بصیرت حاصل کر سکیں - جیسا کہ ارشاد باری ہے -

قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض (یونس ۱۰۱)	کہہ دیجئے کہ تم لوگ غور سے دیکھو کہ زمین اور اجرام سماوی میں کیا کیا چیزیں موجود ہیں۔
و جعلنا من الماء کل شیٔ حیٍّ افلا یومنون (انبیاء ۳۰)	اور پانی ہی سے ہم نے ہر زندہ چیز بنائی ہے تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے ؟

غرض اس قسم کی آیات کے ملاحظہ سے اس بے غبار حقیقت پر روشنی پوری طرح پڑ جاتی ہے کہ اسلام میں جس طرح علم شریعت اہم ہے اسی طرح علم تکوین (نیچر کا علم) بھی بہت زیادہ اہم ہے۔ ورنہ قرآن حکیم جیسے آخری صحیفہ آسمانی میں اس علم کی اس قدر تاکید صراحتہً بیان نہ کی جاتی۔ لہذا اس علم کا کسی بھی طرح استخفاف نہیں کیا جا سکتا۔ علم ایک وحدت ہے جس کی تقسیم نہیں کی جا سکتی اور اس کو قدیم و جدید کی اصطلاحوں میں بانٹا نہیں جا سکتا۔ بلکہ اسلام کی نظر میں "اہل علم" وہی ہو سکتے ہیں جو فطرت و شریعت دونوں کے حامل ہوں جیسا کہ حسب ذیل آیات کریمہ سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

اِن فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب - الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وّ علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ج ربّنا ما خلقت ھٰذا باطلاً ج	زمین اور آسمانوں کی تخلیق اور دن رات کے ہیر پھیر میں عقلمندوں کے لئے یقیناً (وجود باری اور اس کی قدرت و ربوبیت کے) دلائل موجود ہیں - ان لوگوں کے لئے جو اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل (ہر حالت میں) کرتے اور زمین و آسمان کی تخلیق میں تفکر کرتے رہتے ہیں (اور نتیجے کے طور پر وہ پکار اٹھتے

لہ الحکمۃ فی مخلوقات اللہ ص ۱۴ - بیروت ۱۹۸۴ء

سبحانک فقنا عذاب النار — ہیں کہ (اے ہمارے رب! تونے اس (کائنات) کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے بلکہ تو (بلا مقصد تخلیق سے) پاک ومبرا ہے لہذا تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

(آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)

چنانچہ ان آیات میں پختہ عقل والوں (اولوالالباب) کا خطاب ان دانشمندوں کو عطا کیا جا رہا ہے جو ذکر الٰہی میں مشغول رہ کر (یعنی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا رہتے ہوئے) اور مصنوعات الٰہی اور خاص کر تخلیق کائنات اور اس کے مسائل میں غور وخوض کر کے اثبات قیامت کا پتہ لگانے والے ہوں جس کے باعث بطور تصدیق بے اختیار ان کی زبانوں سے یہ الفاظ نکل پڑیں۔

ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔

ظاہر ہے کہ یہ کلمات اہل ایمان ہی کی زبان سے نکل سکتے ہیں کسی ملحد و مادہ پرست سائنس دان کی زبان سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔ لہذا اس میں ترغیب ہے ان ایمان والوں کے لئے جو اپنے دین وشریعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہوئے اشیائے عالم سے متعلق علم اور اس کے مسائل سے تعرض کرنے والے ہوں۔ ان صاف و صریح آیات کے بعد بھی اہل ایمان کا اس میدان میں قدم نہ رکھنا مسلمانوں کی بہت بڑی بدنصیبی نہیں تو پھر کیا ہے۔

علم کے لوازم | علم کے لوازم میں عقل ودانش، فقہ (سمجھ بوجھ) اور فکر وتدبر وغیرہ اوصاف داخل ہیں۔ ان سے علم میں پختگی اور بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ محض سطحی علم پائیدار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ علم علم ہی نہیں ہے جس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں۔ دیکھئے کلام الٰہی میں ان علمی اوصاف کی کتنی اہمیت ہے!

عقل والے کون ہیں؟ | چنانچہ سب سے پہلے "عقل" کو لیجئے جس کی شرعی امور میں جس قدر اہمیت ہے اسی طرح فطری طبیعی (نیچرل) امور میں بھی اس کی اہمیت مسلّم ہے۔ چنانچہ عقل سے متعلق بعض شرعی امور و مصالح کا بیان اوپر سورہ بقرہ ۱۴۲، ۲۲۲، ۲۴۲ میں گذر چکا ہے۔ اور سورۂ نور میں چند گھریلو مسائل کا تذکرہ کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ان مسائل میں عقل رکھنے والے ان خدائی احکام کی حکمت معلوم کر سکتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

کذلک یبین اللہ لکم الأیٰت — اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام بیان
لعلکم تعقلون (نور ۶۱) — کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

اب رہے طبیعی وفطری امور ومسائل یعنی مظاہر عالم میں ودیعت شدہ امور واسرار یا خدائی نشانات (آیات اللہ) کو کھوج نکالنے والے، تو ان کو بھی قرآن حکیم "عقل مندوں" کے لقب سے نوازتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔

ان فی خلق السمٰوٰت و الارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا و بث فیھا من کل دابۃ و تصریف الریٰح و السحاب المسخر بین السماء و الارض لاٰیٰت لقوم یعقلون ٥ (بقرہ ۱۶۴)	زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں، دن رات کے ادل بدل میں، ان کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کے لئے نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں، اس پانی میں جس کو اللہ نے بلندی سے اتارا، اور اس کے ذریعہ زمین کو زندگی بخشی جب کہ وہ مردہ حالت میں تھی، پھر اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دئے، اور ہواؤں کے ہیر پھیر میں، اور اس بادل میں جو زمین اور آسمان کے درمیان مسخر رہتا ہے (غرض ان تمام مظاہر میں) عقل مندوں کے لئے یقیناً (بہت سی) نشانیاں (وجود باری اور اس کی قدرت و ربوبیت کے دلائل) موجود ہیں۔

یہ قرآن حکیم کی ایک بہت ہی اہم اور جامع آیت ہے جس میں عقل رکھنے والوں کی سند ان لوگوں کو دی جا رہی ہے جو زمین اور اجرام سماوی کے طبیعی امور میں غور و خوض کرتے ہیں۔ دن رات کے ہیر پھیر کا حال دریافت کرتے ہیں سمندری جہازوں اور ان پر لدنے والے سامان تجارت کے فوائد پر نظر ڈالتے ہیں۔ بارش کے اسرار، نباتات کے مظاہر، چوپاؤں کی خلقت اور ان کی سرشت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہواؤں کے ضوابط کا علم حاصل کرتے ہیں بارش اور بادلوں کے نظم و ضبط کا حال دریافت کرتے ہیں۔ غرض ان تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت اور ان کے اسرار و فوائد کا کھوج لگانا جو وجود باری تعالیٰ اور اس کی قدرت و ربوبیت اور اس کے علم ازلی و منصوبہ بندی کی تصدیق و تائید کی غرض سے ہو۔ "عقل و دانش مندی" کی نمایاں خصوصیت ہے۔

اس اجمال کی تفصیلات بعض دیگر مواقع پر اس طرح بیان کی گئی ہیں:

ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع	وہی (تو تمہارا رب) ہے جس نے تمہارے لئے اوپر سے پانی برسایا جس کو تم پیتے ہو اور جس سے درخت اگتے ہیں اور جس میں تم (اپنے جانوروں کو) چراتے ہو (پھر تمہارا رب)

وَ الزیتون والنخیل والاعناب و من کل الثمرات ط انّ فی ذلک لاٰیۃً لقوم یتفکرون و سخر لکم الیل والنہار والشمس والقمر ط والنجوم مسخراتٌ بامرہٖ ط ان فی ذلک لاٰیٰتٍ لقومٍ یعقلون۔ (نحل ۱۰، ۱۲)

اسی پانی سے تمہارے لئے کھیتیاں اور خاص کر زیتون، کھجور اور انگور نیز ہر قسم کے میوے اگاتا ہے۔اس باب میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے یقیناً ایک بڑی نشانی موجود ہے اور اسی نے دن رات اور چاند سورج کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے اور ستارے بھی اس اسی کے حکم سے (تمہارے کام میں) لگے ہوئے ہیں یقیناً ان امور میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں (ربوبیت کے دلائل) موجود ہیں۔

یوں تو مظاہر کائنات میں ہر جگہ اور ہر طرف خلاّق عالم کا وجود اس کی وحدت اور اس کے جمال و جلال کا بھرپور نظارہ دکھائی دیتا ہے۔مگر خاص کر موسم خزاں اور موسم بہار میں حیات ثانی (قیامت) کا بھی ایک واضح ثبوت خود اس عالم رنگ و بو میں بھی دکھائی دیتا ہے۔اور جس طرح دنیائے حیوانات میں خاص کر دودھ کا جو حیرت انگیز نظام قائم ہے۔وہ رب کائنات کا نوع انسانی کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔جس کو رب الارباب خون اور گوبر کے درمیان سے اس طرح نکالتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں دودھ جیسے لذیذ اور شیریں مشروب سے خلط ملط نہیں ہو سکتیں۔حالانکہ یہ نظام اتنا نازک اور حیرت انگیز ہے کہ اگر اس میں ذرا سی بھی چوک ہو جائے تو پھر سارا دودھ یا تو گوبر زدہ ہو جائے گا یا پھر خون آلود (جیسا کہ طب و سائنس کی تحقیق ہے) چنانچہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست قدرت کا ایک مظاہرہ قرار دیتے ہوئے اسے نوع انسانی پر ایک احسان قرار دیا ہے اسی طرح مختلف میووں اور پھلوں سے اچھی اچھی مرغوب و من پسند چیزیں (اچار، چٹنی، مربے اور مشروبات وغیرہ) بنائے جاتے ہیں۔جو نوع انسانی کے لئے نقاش فطرت کے کیف آور تحفے ہیں اور ان تمام مظاہر و موجودات میں دانشمندوں کے لئے یقین پرور اور ایمان افروز دلائل و بصائر رکھ دیئے گئے ہیں یعنی ان دلائل کی تحقیق و تدوین کرنا اہل دانش کا کام ہے جو اپنے دور کے علوم و فنون کو پیش نظر رکھتے ہوئے نوع انسانی کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سامان بہم پہنچانے والے ہیں۔

واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتہا ط ان فی ذلک لاٰیۃً

اور اللہ نے اوپر سے پانی برسایا، پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔اس واقعہ میں (غور سے) سننے والوں کے لئے ایک نشانی موجود ہے

لقوم يسمعون ٥ و ان لكم
في الانعام لعبرة ٥ نسقيكم
مما في بطونه من بين
فرث و دم لبنا خالصا
للشربين ٥ و من ثمرات
النخيل و الاعناب تتخذون
منه سكرا و رزقا حسنا ٥
ان في ذلك لاية لقوم
يعقلون (نحل ٦٥، ٦٧)

اور تمہارے لئے یقیناً چوپاؤں میں بھی بصیرت
کی ایک چیز موجود ہے (دیکھو) ہم ان کے
پیٹوں میں خون اور گوبر کے درمیان سے
خالص دودھ (نکال کر) تمہیں پلاتے ہیں جو
پینے والوں کے لئے (بڑا) خوشگوار ہوتا ہے
اور (اسی طرح) کھجور اور انگور کے پھلوں
سے بھی تم لوگ نشہ آور اچھی چیزیں بناتے
ہو (جو ہمارے ہی پیدا کردہ ہیں) اس میں عقل
رکھنے والوں کے لئے (واضح) نشانی موجود ہے

ایک دوسرے موقعہ پر شرک کی تردید میں انسان کی فطرت اور اس کے معاشرتی حالات سے متعلق ایک بہترین مثال دیتے ہوئے "اہلِ دانش" کی ہمت افزائی اس طرح کی گئی ہے۔

ضرب لكم مثلا من انفسكم ط
هل لكم من ما ملكت ايمانكم
من شركاء في ما رزقنكم
فانتم فيه سواء تخافونهم
كخيفتكم انفسكم ط كذلك
نفصل الايت لقوم
يعقلون ٥
(روم ۲۸)

وہ تمہارے لئے تمہارے ہی احوال کی ایک
مثال بیان کرتا ہے (ذرا دھیان دو) جن لوگوں
کے تم مالک ہو (آقا یا افسر ہونے کی حیثیت سے)
کیا تمہارے مال و متاع میں تم اور وہ (شرکت
کے لحاظ سے) برابر برابر ہیں؟ کیا تم اپنے
غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو، جس طرح
اپنوں (برابر والوں) سے ڈرتے ہو؟ اس
طرح ہم عقل والوں کے لئے دلائل کی تفصیل
کرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ جب تم اپنے غلاموں کو اپنی ملکیت میں شریک نہیں کر سکتے اور انہیں خاطر میں نہیں لاتے تو پھر اللہ تعالیٰ کے بندوں (غلاموں) کو اس کی بادشاہت میں شریک کس طرح کر سکتے ہو۔ (جاری ہے)

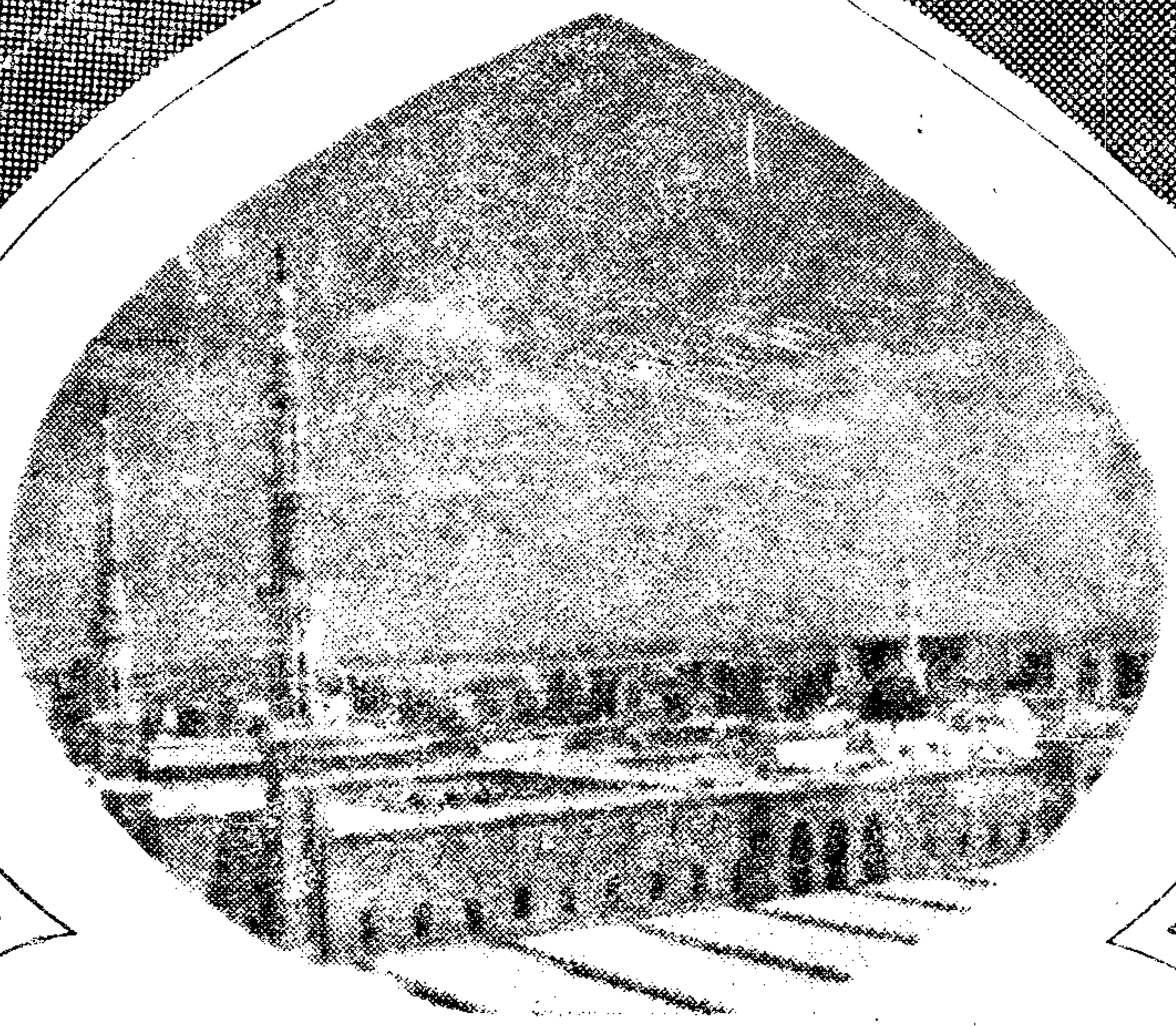

اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو
کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرف آخر مان لے دنیا اسی دستور کو

ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

TELEGRAMS: PAKTOBAC AKORA KHATTAK
TELEPHONES: NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED
AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)

اپنی جہاز راں کمپنی

پی این ایس سی

کے جہاز سے مال بھیجئے

بروقت - محفوظ - باکفایت

پی - این - ایس - سی برّاعظموں کو ملاتی ہے - عالمی منڈیوں کو آپ کے قریب لے آتی ہے - آپ کے مال کی بروقت، محفوظ اور باکفایت ترسیل برآمدکنندگان اور درآمدکنندگان، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے۔

پی - این - ایس - سی قومی پرچم بردار - پیشہ ورانہ مہارت کا حامل جہاز راں ادارہ، ساتوں سمندروں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ

PNSC